زُبدۃُ التّحقیق

(مسئلہ افضلیت کا تحقیقی جائزہ)

﴿تصنیف﴾

سیّد عبدالقادر جیلانی

☆☆☆☆☆

نام کتاب:	**زبدۃ التحقیق**
مصنف:	سید عبدالقادر جیلانی
تعداد:	دو ہزار
اشاعت:	شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ بمطابق جولائی 2010ء
کمپوزنگ:	انعام الحق قادری، عبدالرحمن
پروف ریڈنگ:	علامہ سید مظہر حسین شاہ گیلانی
ہدیہ:	350 روپے

(بحسن اہتمام)

انٹرنیشنل مسلم مومنٹ

دارالعلوم قادریہ جیلانیہ - لندن

Phone:0044-208 5204121

۱۔ سید مظہر حسین شاہ گیلانی، دارالعلوم قادریہ جیلانیہ والتھم سٹو، لندن
Ph:0044-7940225723.

۲۔ اشتیاق علی قادری، 50 Knotts
Green Road, E10 6D
Leyton, London.
Uk.Ph:0044-7944446954

۳۔ حافظ محمد عمران قادری، Sint Willi
Brordusstraat, 53 1074 XK,
Amsterdam. Holland.
Ph:0031-642977566

۴۔ عزیز حیدر قادری، قادریہ جیلانیہ پبلیکیشنز دارالعلوم قادریہ جیلانیہ، گنج بھاٹہ، راولپنڈی فون: 0300-5112339

۵۔ چشتی کتب خانہ، ارشد مارکیٹ، جھنگ بازار، فیصل آباد۔ فون: 0323-7655155

۶۔ اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5538111

۷۔ احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320

۸۔ عباسی کتب خانہ، جوہر مارکیٹ، جوڑیا بازار کراچی

۹۔ نظامیہ کتاب گھر، زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور 0301-4377868

۱۰۔ دارالعلم، سستا ہوٹل دربار مارکیٹ، لاہور

۱۱۔ قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ لاہور

۱۲۔ اسلامی کتب خانہ، کچہری روڈ، ایبٹ آباد فون 0346-9588990

۱۳۔ کتب خانہ، دربار عالیہ گولڑہ شریف

۱۴۔ درویش کتب خانہ، دربار عالیہ دھنکہ شریف لساں نواب مانسہرہ

۱۵۔ القلم بک سنٹر، صدر بازار ہری پور۔

لینا بڑا مسئلہ بن گیا تھا۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ خدری بڑے فقیہ، مجتہد اور افاضل صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے فرماتے ہیں کہ ہم نے حدیث مرفوع سنی ہوئی تھی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) یقول لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن (ترمذی شریف ۲۔۲۳۵)

(سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ: کوئی منافق علی رضی اللہ عنہ سے پیار نہیں کرتا اور کوئی مومن علی رضی اللہ عنہ سے بغض نہیں رکھتا)

اب کوئی یہ تو کہہ نہیں سکتا کہ میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نعرہ محبت کی وجہ سے روکتا ہوں۔ اب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ ہم نے حب علی رضی اللہ عنہ کو نشان مومن کے طور پر سمجھا ہوا تھا اور بغض علی نشان منافقت کے طور پر سمجھا ہوا تھا۔ اس لئے ہم لوگ مومن اور منافق کی تمیز کیلئے نام علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے منافق کے چہرے پر حنق قسم کے آثار ظہور میں آجاتے:

ان کنا لنعرف المنافقین نحن معشر الانصار ببغضھم علی ابن ابی طالب (ترمذی شریف ۲۔۲۳۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: بے شک ہم لوگ (جو جماعت انصار کے لوگ تھے) منافقین کو بغض مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پہچان لیا کرتے تھے۔

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس فارمولے کے مطابق منافقین کو پہچانا کرتے تھے، وہ پہلے سنیوں کا فارمولا ہے۔ ہم بھی اسی قاعدے کے مطابق منافقین کو پہچاننے کا حق

رکھتے ہیں۔ نعرہ حیدری کے روکنے سے بغض علی ﷺ ثابت ہوا اور بغض علی ثابت ہونے سے منافقت ثابت ہوئی۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ رضویہ میں حدیث نقل فرماتے ہیں: قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :من لم یعرف عترتی والانصار والعرب فھو لا حدی ثلث اما منافق واما لزنیۃ و اما لغیر فھو حملتہ وامہ علی غیر طھر رواہ الباوردی ۔ وابن عدی والبیھقی فی الشعب واخرون عن علی کرم اللہ وجھہ.

ترجمہ: (جو میری عترت اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین حال سے خالی نہیں، یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔ اسے روایت کیا ہے باوردی اور ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں اور ان کے علاوہ دوسروں نے علی کرم اللہ وجہہ سے) فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۴۵۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے بغض رکھنے والے کو خود تلاش کرنے اور فیصلہ کرنیکی ضرورت ہے کہ وہ ان تینوں اقسام میں سے کون ہے؟

کافرساز انجمنیوں کے زعماء کو دعوتِ فکر

ا۔ ستفترق اُمتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ، الناجیہ منھا واحدہ والباقون ھلکی قیل: من الناجیہ،قال: اھل السنۃ والجماعۃ. قیل: ما السنۃ والجماعۃ. قال: ما انا علیہ الیوم واصحابی. (الملل و النحل ا. ۱۱ علامہ عبد الکریم شھرستانی)

ترجمہ: عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی۔ ان میں سے نجات پانے والا

ایک فرقہ ہوگا۔ باقی ہلاک ہونے والے ہونگے۔ سوال کیا گیا: نجات پانے والا فرقہ کونسا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (وہ) اہل السنت والجماعت ہونگے۔ سوال کیا گیا: اہل السنت والجماعت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اہل السنت والجماعت) وہ چیز ہے جس پر میں اور میرے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) آج کے دن ہیں۔

۲۔ عن ابی هریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم قال تفرقت الیهود علی احدی وسبعین فرقة او اثنتین و سبعین فرقة و النصاری مثل ذالک وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقةً (ترمذی ۲۔۱۰۴)

ترجمہ: جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور نصرانی بھی اسی طرح (بٹ گئے تھے) اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملة وتفترق امتی علی ثلاثٍ وسبعین ملةً کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول اللہ قال ما انا علیه و اصحابی (ترمذی شریف ۲۔۱۰۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی جو سارے کے سارے دوزخ میں جائینگے۔ سوائے ایک فرقے کے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ وہ کون ہیں؟ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (وہ وہ لوگ ہیں) جو اس عقیدے

اور عمل پر ہونگے جو میرا اور میرے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا ہے۔

۳۔ عن معاویۃ بن سفیان انہ قام فینا فقال الا ان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قام فینا فقال الا ان من قبلکم من اھل الکتاب افترقوا علی ثنتین وسبعین ملۃ وان ھذہ الملۃ ستفترق علی ثلاث و سبعین ثنتان وسبعون فی النار۔ و واحد فی الجنۃ وھی الجماعۃ.

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن سفیان سے روایت ہے۔ وہ ہم میں کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: خبردار بیشک ہم میں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''خبردار بیشک جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں اہل کتاب میں سے وہ بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور یہ ملت (میری اُمت) تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی۔ بہتر دوزخ میں جائینگے اور ایک جنت میں جائے گا اور وہ جماعت ہے۔

یہ ہیں وہ بہتر فرقوں والی احادیث جسمیں صرف تہتر واں فرقہ جنتی ہو گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ امت جو تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی بہتر دوزخ میں جائیں گے، کیا یہ امت دعوت ہے یا امت اجابت؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد امت اجابت ہے (جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے) امت دعوت مراد نہیں ہے (یعنی وہ لوگ جن کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی ہے یا جن کو دی جانی چاہیے تھی) کیونکہ اگر امت دعوت مراد لی جائے تو وہ تہتر فرقے نہیں بنتے بلکہ وہ تو کئی ہزار ہوں گے۔ لہٰذا اہل علم نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہ اس سے مراد امت اجابت ہی ہے۔

یہاں ایک سوال ابھر کر سامنے آتا ہے کہ بہتر فرقے جو دوزخ میں جائیں گے کیا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے یا کچھ عرصہ اپنے اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں آجائیں گے؟ اس کا جواب اگر یہ دیا جائے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے تو یہ جواب نصوص و احادیث قطعیہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ امت محمدیہ کا کوئی فرد بھی ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اور اگر یہ جواب دیا جائے کہ وہ لوگ صرف اپنے اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد واپس جنت میں آجائیں گے تو انہیں ان ناری فرقوں کی کیا خصوصیت ہے۔ انہیں تو اہل السنت والجماعت کے وہ گنہگار بھی شامل ہوں گے جو گناہوں سے توبہ کیے بغیر مر گئے اور کسی وجہ سے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی شفاعت نہ فرمائی اور کسی سبب سے ان پر فضل الٰہی بھی نہ ہوسکا۔

یہ ایک قدیم سوال عقائد کی کتابوں میں چلا آرہا ہے جسکا جواب شرح عقائد کے دیگر شارحین نے بھی دیا ہے اور ملا جلال الدین دوانی نے بھی "ملا جلال" میں دیا ہے۔ ان کے جوابات کا خلاصہ یہ ہے باقی فرقے جو ناری کہلاتے ہیں وہ اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے اور اپنے بطلان عقائد کی وجہ سے دوزخ سے بچ نہیں سکیں گے مگر اہل سنت کا کوئی فرد بھی اپنے عقائد صحیحہ کی وجہ سے دوزخ میں ڈالا نہیں جاسکے گا۔ اگر دوزخ میں کچھ مدت کے لئے جائے گا تو صرف اپنے اعمال فاسدہ کی وجہ سے جائے گا۔ اور اپنے اعمال سیئہ کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں آجائے گا۔ اور زیادہ ممکن یہ بھی ہے کہ اسکے عقائدِ صحیحہ اور نظریات راسخہ کی وجہ سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمائیں تو اسکے گناہ معاف ہوجائیں۔

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی (میری شفاعت میری امت کے بڑے بڑے گناہ گاروں کے لئے (بھی) ہے)

اس پر اہل علم نے یہ سوال کیا ہے کہ اس جگہ، اس حدیث میں تو، جہنم سے بچنے کی وجہ عقیدہ صحیحہ تو قرار نہیں دیا اور نہ ہی عقیدہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ تو آپ نے عقیدہ کا مفہوم کس طرح استنباط کیا ہے؟

اس کا جواب عرض ہے کسی پوری کی پوری جماعت کے دوزخ میں داخل ہو جانے کا یا پوری کی پوری جماعت کے دوزخ سے بچ جانے کا سبب کوئی ایسی چیز ہو سکتی ہے جو اُن سب میں یکساں طور پر مشترک ہو۔ اب ظاہر ہے کہ پوری کی پوری جماعت کے اعمال یکساں نہیں ہو سکتے بلکہ پوری کی پوری جماعت کا عقیدہ ایک جیسا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ اہل بدعت کے جملۂ دوزخ میں جانے اور اہل سنت کے جملۂ دوزخ سے بچ جانے کا سبب عقیدہ فاسدہ یا عقیدہ صحیحہ علی الترتیب المذکور ہو سکتا ہے۔

اب ایک مسئلہ زیر بحث لایا جاتا ہے کہ اہل حق تو اہل السنت والجماعت ہیں ۔مگر کیا دوسرے فرقے جنھیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جہنمی قرار دیا ہے، انھیں کافر سمجھنا چاہیے جیسے کہ جبریہ و قدریہ ہیں، روافض و خوارج ہیں، معطلہ ومشبہ ہیں۔ علمائے عقائد کا کہنا ہے کہ یہ جملہ فرقے مبتدعہ کہلائینگے، فاسق و فاجر کہلائیں گے، مستوجب جہنم ہونگے۔ مگر اس وقت تک کافر نہیں کہلائیں گے جب تک اُن کی بدعت کفر کو نہیں پہنچتی۔ یعنی جب تک ضروریات دین کا انکار نہیں کریں گے یا نصوص

قطعیہ کا انکار نہیں کریں گے انکا شمار مسلمانوں کے بدعتی جہنمی فرقوں میں ہوگا مگر کافر نہیں کہلائیں گے۔

شرح عقائد ص ۱۱۵ پر ہے: تجوز الصلوۃ خلف کل بر و فاجر لقوله علیه السلام صلوا خلف کل بر و فاجر لان علماء الامة کانوا یصلون خلف کل الفسقة واهل الاهواء والبدع هذا اذا لم یود الفسق او البدعة الی حد الکفر

جمہور فقہاء و متکلمین کی رائے دربارہ مبتدعین

ہندوستان میں جن علمائے کرام نے شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ پہلے پہل عقائد پر کام کیا ان میں سے ایک مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، وہ اپنی مشہور کتاب المعتقد المنتقد ص ۱۱۱ پر درج تحریر میں لاتے ہیں:

وجمهور الفقهاء والمتكلمين الی انه لا یحکم بکفر احد من المخالفین فیما لیس من الاصول المعلومة ضرورة من الدین ولکن المخالف فیها یبدع ویفسق۔

جمہور فقہاء و متکلمین کا یہ مذہب ہے کہ کسی ایسے آدمی کو کافر نہ کہا جائے جو اس مسئلے میں اختلاف کرے، جو دین کی اصولی ضروریات میں سے نہ ہو لیکن ایسے مسئلہ میں اختلاف کرنے والے کو بدعتی یا فاسق کہنا چاہیے۔

شرح عقائد ص ۱۱۵ پر ہے: تجوز الصلوۃ خلف کل بر و فاجر لقوله علیه السلام: صلوا خلف کل بر و فاجر۔ لان علماء الامة کانوا

یصلون خلف الفسقة واهل الاهواء والبدع من غیر نکیر

ترجمہ: ہر نیک وبد کے پیچھے نماز درست ہے کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہر اچھے اور برے (مسلمان) کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو اور اس وجہ سے کہ امت کے علماء فاسقون، اہل اہواء (وہ اہل قبلہ جو اہل سنت جیسے عقائد نہیں رکھتے) اور اہل بدعت کے پیچھے بغیر انکار کے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

وما نقل عن بعض السلف من المنع خلف المبتدع فمحمول علی الکراهیة اذ لا کلام فی کراهیة الصلوة خلف الفاسق والمبتدع

جو بعض سلف صالحین کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے مبتدع (غیر سنی) کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اس سے مراد نماز کا مکروہ ہونا ہے۔ کیونکہ فاسق اور مبتدع کے پیچھے نماز مکروہ ہونے میں کوئی بحث ہی نہیں ہے۔

یہ جمہور اہل سنت کی آراء ہیں۔ بحیثیت سنی حنفی کے میں نے مبتدع کے پیچھے نماز کے عدم جواز پر اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ لکھ دیا ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب، (میزان العقائد) میں شرح عقائد کے مذکورہ جملے کی شرح میں تحریر فرمایا ہے:

حاشیہ نمبر ۴: خلف کل بر و فاجر اشارة الی انهما سواء فی الامامة والا لاحاجة لقوله "بر" لانه تجوز الصلوة خلفه مطلقا قطعا (ملاجلال) حاشیہ

خلف کل برو فاجر، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دونوں امامت میں برابر ہیں ورنہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادگرامی کی کوئی ضرورت نہ تھی "بر" کیونکہ اس کے پیچھے نماز مطلقاً وقطعاً درست ہے۔

نمبر ۵ .اهل الاهواء هم اهل القبلة الذين لا يكونوا معتقدهم معتقد اهل السنة والجماعة وهم الجبرية والقدرية والروافض والخوارج والمشبهة والمعطلة

جن اہل اہواء کے پیچھے نماز پڑھنے کوشاہ عبدالعزیز نے جائز قرار دیا ہے وہ (اہل اہواء وہ اہل قبلہ ہیں، جنکے عقائد اہل سنت والے نہیں ہیں اور وہ (جبریہ وقدریہ ہیں روافض وخوارج ہیں اور معطلہ ومشبہ) ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی اپنی کتاب "البنایہ فی شرح الهدایہ" ۱۔۳۹۲ پر قمطراز ہیں:

اما الفاسق بالتأويل كمن يسب السلف الصالح فعنه روايتان ،وعن احمد فيه روايتان في جواز الاقتداء به مطلقا ،اصحهما المنع وقلنا نحن والشافعي بجواز امامته لقوله عليه الصلوة والسلام "صلوا خلف كل بر وفاجر" و لان ابن عمر وانسا و غيرهما من الصحابةرضي الله عنهم والتابعين صلّوا خلف الحجاج الجمعة و غيرها مع انه كان افسق اهل زمانه

ترجمہ:بری بات اس فاسق کی جو تاویل کرتا ہے،جیسا کہ وہ شخص جو سلف صالحین کو سب کرتا ہے۔(امام مالک) سے اسکے بارے میں دوروایتیں ہیں اورامام احمد سے

بھی دو روایتیں ہیں۔ایک روایت میں تو مطلقاً جواز ہے (یعنی ایسے مبتدع کے پیچھے جو سلف صالحین کو سب وشتم کرتا ہے مگر کوئی تاویل کرتا ہے درست ہے) مگر صحیح روایت کے مطابق منع ہے (اسکے پیچھے نماز منع کی گئی ہے۔) ہم نے (احناف نے) اور امام شافعی نے اسکی امامت کو جائز قرار دیا ہے، کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر اچھے اور برے کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو (یعنی کسی بھی درجے کے مسلمان کی اقتداء میں نماز پڑھ لیا کرو) کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام اور تابعین (رضی اللہ عنہم) نے حجاج بن یوسف کے پیچھے جمعہ اور دوسری نمازیں پڑھیں باوجودیکہ وہ اپنے زمانے کا سب سے بڑا فاسق تھا۔

اسی کتاب کے اسی صفحہ پر علامہ بدرالدین عینی خامہ فرسا ہیں۔

وکان ابن مسعود یصلی خلف الولید بن عقبۃ صلوۃ الجمعۃ وسائر الصلوات وکان الولید والیا بالکوفۃ وکان فاسقا حتی صلی بالناس یوما وھو سکران۔

ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ،ولید بن عقبہ کے پیچھے جمعہ کی نماز اور دوسری نمازیں پڑھا کرتے تھے جبکہ ولید بن عقبہ کوفے کا گورنر تھا اور فاسق تھا حتیٰ کہ اسنے لوگوں کو ایک دن نماز پڑھا دی جبکہ وہ نشے میں مخمور تھا۔

علامہ بدرالدین عینی اپنی انہی توضیحات میں اسی کتاب کے ص ۳۹۳ پر تحریر فرماتے ہیں: **فحاصل الجواب ان من کان من اھل قبلتنا ولم یعمل فی قولہ حتی لم یحکم بکفرہ تجوز الصلوۃ خلفہ**

(ان بھی سوالات کا) اصل جواب یہ ہے کہ جو ہمارے اہل قبلہ میں سے ہو اور کوئی ایسی بات نہ کرے کہ اسکے کفر کا حکم کیا جائے اسکے پیچھے نماز درست ہوگی۔

اسی صفحہ پر علامہ عینی لکھتے ہیں:

وعن ابی یوسف من اتخذ من ھذہ الاھواء شیئا فھو صاحب البدعۃ

ترجمہ (جو کوئی ان چیزوں میں سے کسی کو اختیار کرے خلق قران کا قول کرے یا رافضی غالی جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے یا مشبہ کا مذھب اختیار کرے وہ مبتدع ہوگا (کافر نہیں ہوگا)۔

اسی کتاب کے اسی صفحہ پر بدرالدین عینی تحریر فرماتے ہیں؛

وروی محمد عن ابی حنیفۃ و ابی یوسف ان الصلوۃ خلف اھل الاھواء لا تجوز

ترجمہ: امام محمد نے ابوحنیفہ وابویوسف (رحمہم اللہ) سے روایت کیا، اہل اہواء (غیر اہل سنت) کے پیچھے نماز درست نہیں۔

چونکہ ہم لوگ سنی حنفی ہیں ہمارے امام صاحب (امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کسی بھی مبتدع کے پیچھے نماز کو جائز قرار نہیں دیتے لہذا ہم کسی مبتدع کے پیچھے نہ ہی نماز پڑھتے ہیں اور نہ ہی جائز قرار دیتے ہیں باوجود اس بات کے کہ ہمارے ائمہ کسی بھی مبتدع کو کافر نہیں قرار دیتے۔

یہ جتنی بحث مبتدع (غیر سنی) کے بارے میں گزری ہے جسکے پیچھے دوسرے ائمہ دین نماز پڑھ لینے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں اور کافر بھی قرار نہیں دیتے اور ہمارے

ائمہ اہل سنت حنفی کافر قرار نہ دینے میں تو متفق ہیں مگر ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز نہیں قرار دیتے۔اس سارے بیان سے یہ مراد ہوگی کہ جب تک انکی بدعت درجہ کفر کو نہیں پہنچتی اس وقت تک انکے پیچھے نماز جائز ہے۔(بقول غیر حنفی سنی کے) مگر جب انکی بدعت کفر کو پہنچ جائے گی تو وہ لوگ کافر بھی قرار پائینگے اور انکے پیچھے نماز بھی درست نہ ہوگی۔

شرح عقائد نسفی ص ۱۱۵ پر ہے: هذا اذا لم يود الفسق او البدعة الى حد الكفر ،اما اذا ادى اليه فلا كلام فى عدم جواز الصلوة خلفه

ترجمہ: یہ (مراعات: کفر کا حکم نہ لگانا اور انکے پیچھے نماز جائز قرار دینا) اسوقت تک ہے جسوقت تک فسق یا بدعت کفر کی حد تک نہ پہنچے مگر جس وقت اس حد (کفر) تک پہنچ جائے تو پھر اسکے پیچھے نماز ناجائز ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

مسئلہ تکفیر کے بارے میں سید شریف جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) شرح مواقف (بر مواقف مصنفہ قاضی عضد الدین عبد الرحمان متوفی ۷۵۶ھ) ۸۔۳۷۰ پر خامہ فرسا ہیں۔"الاتفاق على انه لا يكفر احد من اهل القبلة"

(اس پر اتفاق ہے کہ کسی بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا جائے گا)

جمهور المتكلمين والفقهاء على انه لا يكفر احد من اهل القبلة .فان الشيخ ابا الحسن الاشعرى قال فى اول كتاب "مقالات الاسلاميين" اختلف المسلمون بعد نبيهم عليه السلام فى اشياء ضلل بعضهم بعضاو تبرء بعضهم عن البعض فصاروا فرقا متبا ينين الا

ان الاسلام یجمعهم ویضمهم فهذا مذهبه وعلیه اکثر اصحابنا.

(ترجمہ) جمہور متکلمین اور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہا جائے۔ شیخ ابوالحسن اشعری نے اپنی کتاب (مقالات الاسلامیین) کے آغاز میں کہا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلمان بہت ساری اشیاء میں آپس میں مختلف ہو گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو گمراہ کہا اور ایک دوسرے کو تبرا کیا۔ مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔ مگر اسلام انہیں آپس میں اکٹھا کرتا ہے اور ہم آہنگی پیدا کرتا ہے، یہی مذھب ہے (امام ابوالحسن اشعری کا اور اکثر احناف کا بھی یہی مذھب ہے)۔

ایک نظر سے علمائے حدیث کا جائزہ لینا بھی مناسب ہوگا۔ اگر اہل سنت کے سوا دوسرے فرقے کافر ہو جاتے ہیں تو فرقہ ہائے مبتدعہ (جبریہ و قدریہ، شیعہ، خوارج، مشبہ، معطلہ) سے حدیث لینا کیسا ہوگا؟

تدریب الراوی شرح تقریب النواوی ج ا۔ ص ۳۲۸، ۳۲۹ پر جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: النوع الثالث و العشرون. صفة من تقبل روایته ومن ترد وما یتعلق به. اس شخص کی صفت جسکی حدیث لی جائے اور اسکی صفت جسکی حدیث رد کی جائے، اس میں بہت سارے مسائل ہیں جسمیں پہلا مسئلہ یہ ہے:

اجمع الجماهیر من آئمة الحدیث والفقه انه یشترط فیه ان یکون عدلا، ضابطا بان یکون مسلما، بالغا، عاقلا، سلما من اسباب الفسق وخوارم المروئة (تدریب الراوی ا۔ ۳۰۰)

حدیث وفقہ کے جمہور ائمہ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ (قبول حدیث کے لئے) ضروری ہوگا کہ وہ عدل ہو، ضابط ہو، یعنی کہ وہ مسلمان، عاقل، بالغ ہو، اسباب فسق سے پاک ہو اور اخلاق مذمومہ سے بھی منزہ ہو۔

عدل کی تفسیر کرتے ہوئے امام سیوطی حیز تحریر میں لاتے ہیں:

بان یکون مسلما، بالغا، عاقلا فلا یقبل کافر و مجنون مطلق بالا جماع (تدریب الراوی، ۳۰۰) ۔یعنی کہ وہ (راوی) مسلمان ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، کسی کافر کی اور مسلسل پاگل رہنے والے کی حدیث قبول نہیں کی جائے گی۔

تدریب الراوی کے ان مندرجات سے پتہ چلا کہ علم المصطلح میں کافر سے حدیث لینا ممنوع ہے۔ جسکا معنی یہ ہوگا کہ جس سے حدیث لی گئی اسکو محدثین نے کافر نہیں سمجھا۔ اگر کافر سمجھا ہوتا تو حدیث کبھی نہ لیتے۔

اب ہم محدثین کے مجموعہ ہائے احادیث سے اقتباسات پیش کریں گے جس سے یہ بات طشت از بام ہو جائے گی کہ دور حاضر کے وہ دانشور جو اپنے ذاتی جذبات کی تسکین کے لئے کہتے پھرتے ہیں (وہابی کافر شیعہ کافر) کیا انہوں نے درسیات پورے پڑھے ہوئے ہیں؟؟ اگر پورے پڑھے ہوئے ہیں تو یہ سینہ زوری تو انہیں نہیں کرنی چاہیے تھی۔

امام سیوطی، تدریب الراوی شرح تقریب النواوی ۱۔۳۲۸ پر لکھتے ہیں:

اردت عن اسرد هنا من رمی ببدعته ممن اخرج لهم البخاری ومسلم او احدهما وهم (۱) ابراهیم بن طهمان (۲) ایوب بن عائد طائی (۳) ذر بن عبدالله المدهی (۴) شبابه بن سوار (۵) عبدالحمید بن

عبدالرحمان،ابو یحییٰ حمانی(۶)عبدالمجید بن عبدالعزیز(۷)ابن ابی داود(۸)عثمان بن غیاث بصری(۹)عمر بن زر(۱۰)عمر بن مرہ(۱۱)محمد بن حازم(۱۲)ابو معاویہ الضریر(۱۳)ورقاء بن عمر الشکیری(۱۴)یحییٰ بن صالح ابو حاظی(۱۵)یونس بن بکیر،

سیوطی تحریر فرماتے ہیں: میں نے چاہا کہ ان لوگوں کو یہاں ترتیب دوں جنکو بدعتی کہا گیا۔اور مسلم و بخاری نے یا ان میں سے ایک نے ان بدعتیوں سے روایات لی ہیں۔

سیوطی نے ان پندرہ آدمیوں کے نام بطور راویان بخاری و مسلم کے لئے ہیں اور یہ پندرہ آدمی سنی نہیں بلکہ مرجئہ تھے جنہیں بہتر فرقوں میں سے ایک جہنمی فرقہ قرار دیا گیا ہے۔

اسی طریقے سے امام سیوطی نے ان راویان مسلم و بخاری کے نام لئے ہیں جو بغض علی کے مریض تھے اور ہر دوسرے آدمی کو جناب مرتضیٰ علیہ السلام سے افضل سمجھتے تھے۔

(۱)اسحٰق بن سوید العدوی،(۲)ھند بن اسد(۳)ضریر بن عثمان(۴)حصین بن نمیر الواسطی(۵)خالد بن سلمہ الفافاء(۶)عبداللہ بن سالم الاشعری(۷)قیس بن ابی حازم۔ ھولاء رمو ا بالنصب ،ان آدمیوں کا نام لینے کے بعد سیوطی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ لوگ منکرین مرتضیٰ تھے۔علی مرتضیٰ علیہ السلام سے بغض رکھتے ہوئے دوسروں کو ان سے افضل سمجھتے تھے۔

اسی باب میں امام سیوطی لکھتے ہیں (۱)اسمٰعیل بن ریان(۲)اسماعیل بن ذکریا خلقانی(۳)جریر بن عبدالحمید(۴)ابان بن تغلب الکوفی(۵)خالد بن مخلد القطوانی(۶)سعید بن فیروز(۷)ابوالبختری(۸)سعید بن اشوع(۹)سعید بن

عقیر(۱۰)عباد بن عموریہ(۱۱)عباد بن یعقوب(۱۲)عبداللہ بن عیسیٰ (۱۳) عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ(۱۴)عبدالرزاق بن ہمام(۱۵)عبدالملک بن اعین(۱۶) عبیداللہ بن موسیٰ عبسی(۱۷)عدی بن ثابت الانصاری(۱۸)علی بن الجعد(۱۹)علی بن ہاشم بن البرید(۲۰)الفضل بن دکین(۲۱)فضیل بن مرزوق الکوفی(۲۲)فطر بن خلیفہ(۲۳)محمد بن جحادہ الکوفی(۲۴)محمد بن فضیل بن غزوان(۲۵)مالک بن اسماعیل ابوغسان(۲۶)یحییٰ بن الجزاز(تدریب الراوی ا۔۳۲۸)ان چھبیس راویان بخاری ومسلم کا نام لے کر بتایا کہ یہ سب لوگ شیعہ تھے۔اسی طرح اگلے صفحہ پرامام سیوطی نے تیس راویان کے نام درج کئے جو سارے کے سارے قدریہ تھے۔

اسی باب میں امام سیوطی نے چند نام راویان بخاری کے گنوائے اور بتایا کہ یہ لوگ خارجی تھے۔ان میں سے ایک عکرمہ مولیٰ ابن عباس ہے

(۲)ولید بن کثیر ہے۔یہ لوگ حروری تھے جو جناب مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تبرا کرتے تھے۔

اب ذرا سوچ کر بتلایئے کہ(وہابی کافر،شیعہ کافر)اور واہ واہ کے نعرے لگانے والے کٹھ پتلیاں،انکی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟جملہ مبتدعین سے شیخین(مسلم و بخاری)نے احادیث روایت لی ہیں۔چونکہ مسلمان کے سوا سے حدیث لینا ممنوع ہے بطور قاعدہ مسطورہ کے۔اور مسلم و بخاری(رحمۃ اللہ علیہما)دونوں نے ان مبتدعین سے روایات لی ہیں۔ثابت ہوا کہ خارجی،ناصبی اور شیعہ بطور جماعت کے مبتدع ہوں گے،کافر نہیں ہوں گے ورنہ ان جماعتوں سے احادیث لینا درست نہ

ہوتا۔ چونکہ یہ جماعتیں کلیات مشککہ ہیں اس لئے ان میں سے جو ضروریات دین یا ادلہ قطعیہ کا منکر ہوگا وہ کافر ہوگا۔

علامہ شامی ہمارے مذہب اہل السنۃ کے نامی گرامی بزرگ ہیں۔ آپ کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

مطلب فی عدم تکفیر الخوارج و اهل البدع قد ذکر فی المحیط ان بعض الفقهاء لا یکفر احدا من اهل البدع و بعضهم یکفر من خالف منهم ببدعته دلیلا قطعیا (ص ۲۶۲ ج ۴)

ترجمہ: محیط میں ذکر کیا گیا کہ بعض فقہاء کسی بھی اہل بدعت کو کافر نہیں کہتے۔ بعض فقہاء ان اہل بدعت کو کافر کہتے ہیں جو اپنی بدعت کے ذریعے سے کسی دلیل قطعی کی مخالفت کرتے ہیں۔

مطلب لا عبرة بغیر الفقهاء یعنی المجتهدین (شامی ص۲۶۳ ج ۲) **کذا قال فی شرح منیة المصلی .ان ساب الشیخین و منکر خلافتهما ممن بناه علی شبهة له لا یکفر بخلاف من ادعی ان علیا اله وان جبریل غلط**

مطلب: مجتہدین فقہاء کے بغیر دوسرے لوگوں کے فتویٰ کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا (مزید علامہ شامی اسی صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں)

کہ شیخین کریمین (ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کو سب کرنے والا اور ان دونوں کی خلافت کا منکر جو ایک شبے کی بنیاد پر (اس خلافت کا انکار کرتا ہو) اس کو کافر

نہیں کیا جائے گا۔ بخلاف اس آدمی کے جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خدا سمجھتا ہو یا جو جبرئیل کے (سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن نازل کرنے میں غلطی کا قائل ہو۔ یعنی قرآن جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر نازل کیا جانا چاہئے تھا) وہ کافر ہو جائے گا۔

امام شامی کی تحقیقات سے پتہ چلا کہ بعض فقہائے مجتہدین تو کسی بھی مبتدع کو کافر نہیں کہتے۔ جتنے بھی فرقے اہل سنت والجماعت سے جدا ہو کر بدعتی بنے ہیں، جہنمی قرار پائے ہیں، گمراہ ہیں مگر انکی گمراہی درجہ کفر کو نہیں پہنچتی۔ ایک طبقہ فقہاء نے ان مبتدعین کو بجا طور پر کافر کہا ہے جنہوں نے ادلہ شرعیہ میں سے کسی دلیل قطعی کا انکار کیا ہے۔

تکفیر اہل قبلہ کی مزید توضیح کے لئے دور حاضر کے ایک عظیم فنی دانشور کی تحقیقات پیش خدمت ہیں:

۱۔ عن ابن عمر ان النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قال: اذا اکفر الرجل اخاہ فقد باء بھا احدھما (مسلم حدیث ۱۴۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص اپنے دینی بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے کسی ایک شخص کی طرف کفر ضرور لوٹتا ہے۔

۲۔ عن ابن عمر یقول قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایما امری قال لاخیہ یا کافر فقد باء بھا احدھما ان کان کما قال والا رجعت الیہ مسلم حدیث ۱۴۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے اپنے دینی بھائی سے کہا، اے کافر، تو کفر دونوں میں کسی ایک کی طرف ضرور لوٹے گا۔ اگر وہ شخص واقعی کافر ہو گیا تھا تو ٹھیک ہے ورنہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹے گا۔

۳۔ عن ابی ذر انہ سمع رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لیس من رجل ادعی بغیر ابیہ وھو یعلمہ الا کفر ومن ادعی ما لیس لہ فلیس منا ولیتبوأ مقعدہ من النار ومن دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذالک الا عاد علیہ (شرح مسلم ا۔۳۸۱۔۳۸۰، علامہ غلام رسول سعیدی)

حضرت ابوذر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے علم کے باوجود اپنے نسب کے خلاف کسی اور سے نسب قائم کیا، اس نے کفر کیا۔ اور جس شخص نے دوسرے کی چیز پر دعویٰ کیا وہ ہم میں سے نہیں، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے اور جس نے کسی شخص کو کافر کہا یا دشمن خدا کہکر پکارا، حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کفر اس کی طرف لوٹ کر آئے گا۔

مسلمان کو کافر کہنے کی توجیہات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: بعض علماء نے اس حدیث کو مشکل احادیث میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ اس حدیث کا ظاہری معنی مراد نہیں اس لئے اہل حق کا مذھب یہ ہے کہ قتل، زنا اور اسی طرح دوسرے کبیرہ گناہوں کی وجہ سے کسی مسلمان کی تکفیر نہیں کی جاتی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے درآں حال

کہ اسکا یہ اعتقاد نہ ہو کہ دین اسلام باطل ہے تو اسکی تکفیر نہیں کی جائیگی۔ اس وجہ سے اس حدیث کی حسب ذیل توجیہات بیان کی گئی ہیں۔:

(۱) جو شخص جائز اور حلال سمجھ کر کسی مسلمان کو (اے کافر) کہے، وہ کافر ہو جائے گا۔

(۲) جو شخص مسلمانوں کو بکثرت کافر کہے گا، اسکی شامت سے وہ خود مآل کار کافر ہو جائیگا۔

(۳) جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہہ رہا ہے وہ در حقیقت خود کو کافر کہہ رہا ہے۔ اسکے عقائد اسی کی مثل ہیں، وہ اسی کی طرح مسلمان ہے۔ (۴) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے گا اس کی تکفیر کا گناہ اسی کی طرف لوٹے گا۔

(۵) اگر کسی مسلمان شخص نے مسلمان کو بطور سب وشتم کافر کہا تو یہ گناہ کبیرہ ہے، اگر مسلمان کو اسکے اسلامی عقائد کی وجہ سے کافر کہا تو پھر یہ کفر اس کی طرف لوٹ جائیگا۔

(۶) قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ یہ حدیث خوارج پر محمول ہے جو مسلمانوں کی تکفیر کیا کرتے تھے لیکن تحقیق یہ ہے کہ باقی اہل بدعت کی طرح خوارج کی بھی تکفیر نہیں کی جاتی۔

ملا علی قاری اس بحث میں لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے پر تفصیل سے کلام کیا ہے، خواہ وہ اہل معصیت ہوں یا اہل بدعت، اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سب کرنا کفر نہیں ہے۔ چنانچہ ابو شکور سالمی نے "تمہید" میں اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے کیونکہ اس تکفیر کا معنی ثابت نہیں ہے۔ مسلمان کو سب کرنا فسق ہے جیسا کے حدیث میں ہے۔ اور اس

لحاظ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان مساوی ہیں بلکہ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ کسی شخص نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کو قتل کر دیا بلکہ حضرت عثمان و حضرت علی (رضی اللہ عنہما) کو بھی قتل کر دیا ہے، تب بھی وہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں ہوگا۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ سب کرنا قتل کرنے سے کم درجے کا گناہ ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص حلال سمجھ کر قتل یا سب کرے تو وہ لامحالہ کافر ہوگا۔ (انٰی قولہ)۔

شرح عقائد میں ہے صحابہ کو سب کرنا اور ان پر طعن کرنا اگر ادلہ قطعیہ کے مخالف ہو تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانا، ورنہ بدعت اور فسق ہے۔ اس عبارت میں تصریح ہے کہ متکلمین کے نزدیک حضرت ابوبکر و حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کو سب کرنا کفر نہیں (شرح صحیح مسلم ۔ ۴۸۳ مصنف علامہ غلام رسول سعیدی)

اگر کافرساز اداروں کے ارباب بست و کشاد جملہ مبتدعین (جبریہ و قدریہ، شیعہ و خوارج، مشبہ و معطلہ) کو کافر کہنے پر بضد ہیں، تو ان سے سوال کیا جائے گا کہ سب سے پہلے جن پر شیعہ کا اطلاق ہوا ہے، وہ تو صحابہ و تابعین کرام (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ جن میں سر عنوان حضرت سلمان فارسی، ابوذر غفاری، جابر بن عبداللہ انصاری، ابوسعید خدری اور زید بن ارقم (رضی اللہ عنہم) و غیرہم کا نام ہوتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کے ص ۲ پر رقم فرماتے ہیں:

الفرقة الاولى : الشيعة الاولى و يسمون " الشيعة المخلصين" ايضا و هم عبارة عن الذين كانوا في وقت خلافة الامير